ہے۔" (شمارہ بابت مارچ ۱۹۹۳ء) ایک اور اطلاع کے مطابق ہالینڈ کے مشہور اشاعتی ادارے ای - جے - برل نے بحیرۂ مردار کے طوماروں کا ایک مائکروفش (Microfiche) ایڈیشن گزشتہ سال جاری کیا تھا جو ۲۸۵ امریکی ڈالر میں دستیاب ہے۔ اس ایڈیشن میں طوماروں کے بعض وہ ٹکڑے بھی شامل ہیں جو پہلے عام آدمی کے سامنے نہیں آئے تھے۔ اس مائکروفش اشاعت کے مشمولات کی تصدیق اسرائیل کے محکمہ آثارِ قدیمہ نے کی ہے۔

اسلام سے کس طرح نبٹا جائے؟ ___ مسیحی اہلِ دانش کا غور و خوض

اس "دور میں جب آزادی عام ہورہی ہے" مسلم مفکرین اور زعماء رجوع الی الاسلام کو "اقتصادی مسائل سے نجات کا ذریعہ" سمجھتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار پاکستان میں کام کرنے والے ایک سابق مشنری اور "زویمر انسٹی ٹیوٹ آف مسلم اسٹڈیز" کے بانی ڈائریکٹر جناب میک کرتی نے کیا ہے۔

"اسلام اور جمہوریت" کے موضوع پر ایک کتاب میں جو ۱۵ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقدہ ایک روزہ سیمینار کے مباحث کی تلخیص پر مشتمل ہے، جناب میک کرتی نے اُردن، افغانستان، الجزائر، ایران، پاکستان، ترکی، تیونس، سعودی عرب، سوڈان، شام، عراق، لبنان، لیبیا، مراکش، مصر، وسطی ایشیا، مغربی کنارے (فلسطین / اسرائیل) اور غزا میں سیمینار کے انعقاد کے بعد ظہور پذیر ہونے والے واقعات کا جائزہ لیا ہے۔

جناب میک کرتی کہتے ہیں کہ آج جب بڑھتی ہوئی آزادی کے دور میں اسلام اپنا کردار متعین کر رہا ہے، تو یہ مغربی دُنیا، اسرائیل اور مشرقِ وسطی میں قیامِ امن کی کوششوں کے خلاف واضح موقف اختیار کرتے محسوس ہوتا ہے۔ سیمینار میں یہ مسئلہ بار بار اُبھر کر سامنے آیا کہ اسلام، چاہے اس کی کوئی شکل ہو، مخاصم (بنیاد پرست) یا معتدل، جمہوری اور سیکولر فکر کے خلاف اس کے ٹکراؤ سے تناؤ پیدا ہوا ہے۔

اس صورت حال کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ تر ممالک میں اقتصادی اور سماجی حالت از حد خراب ہے اور ماضی قریب میں لبرل رہنما اسے بہتر بنانے کے جو وعدے کرتے رہے ہیں، ان میں ناکام ہونے پر وہ اعتماد کھو بیٹھے ہیں۔ اب یہ تصور عام ہے کہ اقتصادی اور سماجی مسائل کے حل کا راستہ صرف "رجوع الی الاسلام" ہے۔

عالم اسلام (دارالاسلام) کے اندر تجدید واحیاء اور حالات کو جوں کا توں رکھنے کی حامی قوتوں کے درمیان مسلسل کشمکش ہے، تاہم اس سے قطع نظر کہ دارالاسلام کے اندر کیا ہورہا ہے، اسلام کا نشانہ غیر مسلم (دارالحرب) اور بالخصوص مغربی دُنیا ہے۔

اگرچہ سیمینار میں لبرل خیالات کے حامل اہلِ علم نے واضح کیا کہ اسلام اور جمہوریت میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے مگر اُنھوں نے اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اسلام کوئی اختلاف یا تنقید برداشت نہیں کرے گا۔ سلمان رُشدی اِس کی ایک مثال ہے۔

جب مستقبل کے منظر نامے کے بارے میں پیش گوئی کا موقع آیا تو مسیحیوں کے لیے تین ممکنہ صورتوں میں سے کوئی بھی امید افزا قرار نہیں دی گئی۔ تین صورتیں یہ ہیں۔ (۱) غیر مغربی اسلامی طرز کی جمہوریت کا ظہور (۲) داخلی تضادات (وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ تضادات کیا ہیں۔) کے سبب بنیاد پرستی سے کنارہ کشی کر لی جائے اور جدیدیت کے خلاف ٹکراؤ ہو (۳) تجدید واحیاء کے لیے کوشاں اور سیکولر خیالات کے حامیوں کے درمیان نہ ختم ہونے والا تصادم جاری رہے۔ (رپورٹ: "چیلنج" بحوالہ ماہنامہ "فوکس" - لیسٹر، جولائی ۱۹۹۳ء)

کیا مسیحیت کا "سنہری دور" لد گیا ہے؟

"کرسچنٹی ٹوڈے" کی ایک رپورٹ کے مطابق بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسیحیت کا "سنہری دور" لد گیا ہے اور مسیحیت کی نشوونما کی جگہ اسلام اور دوسرے مذاہب نے حاصل کر لی ہے۔ اس کے برعکس Lausanne Statistios Task Force کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق مسیحیت نہ صرف دُنیا کا سب سے زیادہ ترقی پذیر مذہب ہے بلکہ مسیحی آبادی میں اضافہ، دُنیا کی آبادی میں اضافے کی نسبت زیادہ ہے۔

اس کے ساتھ جمع شدہ اعداد و شمار سے یہ نتیجہ بھی سامنے آیا ہے کہ مسیحی اور غیر مسیحی آبادی کا تناسب ایک اور ۶۶۸ کا ہے اور مسیحی آبادی کے حوالے سے تناسب پوری تاریخ میں سب سے کم ہے۔